ڈاکٹر زبید احمد
ترجمہ: شاہد حسین رزاقی

برِ عظیم پاک و ہند کا عربی ادب

تاریخی تصانیف

(۲)

النور السافر عن اخبار القرن العاشر از محی الدین عبد القادر العیدروس احمد آبادی

وقائع نگاری کے موضوع پر یہ ایک قابلِ ذکر کتاب ہے۔ اس کا مصنف محی الدین عبد القادر العیدروس یمن کے ایک اعلیٰ خاندان عیدروس کا فرد تھا۔ اس کا باپ ۹۵۸ھ - ۱۵۵۱ء میں ہندوستان آیا اور احمد آباد میں سکونت اختیار کر لی۔ اور مصنف اسی شہر میں ۹۷۸ھ - ۱۵۷۰ء میں پیدا ہوا۔ محی الدین کی ماں ایک ہندوستانی کنیز تھی۔ یہ کنیز اس کے باپ کو کسی مرید نے پیش کی تھی۔ محی الدین نے ہندوستان اور یمن کے مشہور علما سے تحصیل علم کیا تھا۔ وہ ایک ممتاز صوفی اور عالم تھا اور اس نے بکثرت کتابیں لکھیں۔ اس کی تصانیف بیس کے قریب ہیں۔

یہ کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے دسویں صدی ہجری میں پیش آنے والے واقعات کا تاریخ وار تذکرہ ہے۔ قدیم مصنفین نے اس قسم کی جو کتابیں لکھی ہیں ان میں ابنِ حجر کی الدرر الکامنہ فی القرن الثامنہ اور السخاوی کی الضوء اللامع فی القرن التاسع دو کتابیں بہت مشہور ہیں اور یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کے خاکے میں قدرے ترمیم کر دی گئی ہے۔ مذکورہ بالا دونوں کتابیں ایسے مذہبی اور دنیادار ممتاز اشخاص کے مختصر سوانحی خاکوں تک محدود ہیں جنھوں نے آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں وفات پائی۔ ان میں لوگوں کے نام تاریخی نہیں بلکہ حرفی ترتیب سے لکھے گئے ہیں۔ لیکن محی الدین نے اپنی کتاب میں تاریخی ترتیب اختیار کی ہے اور نہ صرف سربرآوردہ امرا و علما کے مختصر حالات لکھے ہیں بلکہ اہم سیاسی و معاشرتی واقعات بھی قلم بند کیے ہیں۔ یہ کتاب الدرر الکامنہ اور الضوء اللامع جیسی مفید سوانحی تصانیف کے سلسلہ میں ایک اہم اضافہ ہے اور خلاصۃ الاثار

سلک الدرر اور عجائب الآثار جیسی مفید کتابیں جو آئندہ لکھی گئیں اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ یہاں یہ واضح کر دینا مناسب ہوگا کہ النور السافر کے علاوہ اور کئی کتابیں بھی جو اسی قسم کی ہیں اور کم و بیش اسی زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں، مختلف اشخاص نے لکھی ہیں جس میں الکواکب السائرۃ بمناقب علماء المائۃ العاشرۃ زیادہ اہم ہے۔

چونکہ النور السافر اب تک شائع نہیں ہوئی ہے، اس لیے اس کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کتاب کے دیباچہ میں مصنف نے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنی تصنیف میں مصر، شام، حجاز، یمن، روم اور ہندوستان وغیرہ کے نامور عالموں، ولیوں، قاضیوں، بادشاہوں اور امیروں کی تاریخیں لکھی ہیں اور کچھ دوسرے حالات، عجیب و غریب قصے اور لطائف بھی قلم بند کیے ہیں۔ اس نے یہ اعتراف کیا ہے کہ اس صدی میں پیش آنے والے تمام واقعات وہ نہیں لکھ سکا ہے کیونکہ اس کو ان سب کا علم نہیں اور یہ احساس کرتے ہوئے کہ اس نے جتنے واقعات لکھے ہیں، ان سے زیادہ چھوڑ دیے ہیں ایک نامکمل کتاب لکھنے کا عذر یہ پیش کیا ہے کہ جو چیز مکمل طور پر بیان نہ ہو سکے اس کو بالکل چھوڑ دینا درست نہیں۔

اصل کتاب کے شروع میں حصولِ برکت کے لیے مصنف نے آنحضرتؐ کے مختصر حالات قلم بند کیے ہیں۔ اور پھر ۹۰۱ھ - ۱۴۹۵ء سے لے کر ۱۰۰۰ھ ۱۵۹۱ء تک کے واقعات تاریخ وار لکھے ہیں۔ اس نے علما کی ایک بڑی تعداد کے مختصر حالات لکھے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل اشخاص خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ السخاوی۔ بہت مشہور اور نادر تصنیف الضوء اللامع کا مصنف جس کا انتقال ۹۰۲ھ - ۱۴۹۶ء میں ہوا۔

۲۔ جلال الدین السیوطی مشہور و معروف عالم جس نے ۹۱۱ھ - ۱۵۰۶ء میں وفات پائی۔

۳۔ شیخ بن عبداللہ۔ مصنف کا جدِ امجد۔ سن وفات ۹۱۹ھ - ۱۵۱۳ء۔

۴۔ ابن سویدا۔ اپنے زمانہ کا مشہور محدث جو سلطان محمود شاہ والیِ گجرات کے دربار سے متعلق تھا اور سلطان نے اس کو ملک المحدثین کا خطاب دیا تھا۔ اس کا انتقال ۹۱۹ھ - ۱۵۱۳ء میں ہوا۔

۵۔ احمد بن محمد القسطلانی۔ مشہور و معروف سیرتِ رسولؐ المواہب اللدنیہ کا مصنف جس کا انتقال ۹۲۳ھ

۱۵۱۷ء میں ہوا۔ اس کے ذکر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سیوطی اور قسطلانی میں تعلقات خوشگوار نہ تھے سیوطی کو یہ شکایت تھی کہ قسطلانی نے اس کا حوالہ دیے بغیر اس کی کتاب سے اقتباسات پیش کیے ہیں۔ جب سیوطی بستر مرگ پر تھا تو قسطلانی اس کے گھر گیا اور دروازہ پر دستک دی۔ سیوطی نے پوچھا کون ہے۔ قسطلانی نے اپنا نام بتلایا اور کہا کہ میں صلح کرنے کے لیے برہنہ سر اور برہنہ پا آیا ہوں۔ قریب المرگ سیوطی نے جواب دیا کہ مجھے تم سے شکایت نہیں رہی۔ لیکن دروازہ نہیں کھولا۔

۶۔ جلال الدین الدوانی۔ اپنے زمانہ کا نامور عالم۔ مصنف نے اس کا سن وفات غلطی سے ۹۲۸ھ ۱۵۲۱ء لکھا ہے۔ حالانکہ اس کا انتقال اس سے بیس سال پہلے ہوا تھا۔

۷۔ مزجد۔ شافعی فقہ کی مشہور کتاب العباب کا مصنف۔

۸۔ بحرق الحضرمی۔ عالم اور شاعر جو ہندوستان آ کے سلطان مظفر والی گجرات کے درباریوں میں شامل ہوا۔ اس نے سلطان کے لیے سیرت رسولؐ پر ایک کتاب لکھی جس کا عنوان ہے تبصیر الحضرۃ الشاہیۃ الاحمدیہ بسیرۃ الحضرۃ النبویۃ الاحمدیہ۔

۹۔ ابن الحجر الہیتمی۔ شرح المشکاۃ وغیرہ کا مصنف ۹۷۴ھ۔ ۱۵۶۶ء میں وفات پائی۔

۱۰۔ علی متقی۔ مشہور و معروف ہندوستانی عالم۔ اس کا انتقال ۹۷۵ھ ۱۵۶۷ء میں ہوا۔

۱۱۔ ۹۷۸ھ۔ ۱۵۷۰ء مصنف کا سن پیدائش ہے اور اس سن کے تحت اس نے اپنی پیدائش تعلیم اور تصانیف کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ اس نے صاف طور پر یہ اعتراف کیا ہے کہ اس کی ماں ایک ہندوستانی کنیز تھی جس کی کوئی اور اولاد نہیں ہوئی۔

۱۲۔ محمد بن طاہر نامور عالم جن کو بجا طور سے ملک المحدثین ہند کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کی وفات ۹۸۶ھ۔ ۱۵۷۸ء میں ہوئی۔

۱۳۔ عبدالنبی۔ دربار اکبری کا مشہور عالم تھا۔ اس پر اکبر کا عتاب نازل ہوا۔ ۹۹۰ھ۔ ۱۵۸۲ء میں وفات پائی۔

۱۴۔ قطب الدین النہروالی۔ مشہور مورخ اور خوش گو شاعر اس کی پانچ طویل نظمیں بھی اس کتاب میں درج کی گئی ہیں۔

۱۵۔ حکیم شہاب الدین محمود بن شمس الدین سندھی۔ گجرات کے شاہی دربار سے متعلق تھا اس کے ذکر میں مصنف نے ایک عجیب قصہ بیان کیا ہے کہ کسی بادشاہ نے سلطان محمود کو قیمتی تحائف بھیجے جن میں ایک خوب صورت لڑکی بھی تھی۔ سلطان نے یہ لڑکی اپنے ایک وزیر کو عنایت فرمائی۔ قبل اس کے کہ وزیر اس سے مباشرت کرتا، ایک حکیم نے اتفاقی طور پر اس لڑکی کی نبض دیکھی اور یہ اعلان کر دیا کہ اس لڑکی کی غذا اور پرورش ایسے مسموم طریقے پر ہوئی ہے کہ جو شخص اس سے مباشرت کرے گا وہ یقیناً مر جائے گا۔ حکیم کے اس بیان کی تصدیق کرنے کے لیے فوراً ایک تجربہ کیا گیا اور لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حکیم کا کہنا درست ثابت ہوا۔ جب اس عجیب و غریب خاصیت کا سبب دریافت کیا گیا تو حکیم نے کہا کہ لڑکی کی ماں جب حاملہ تھی تو اس کو زہریلی جڑی بوٹیاں کھلائی جاتی تھیں۔

یہ ان علما و مصنفین میں سے زیادہ اہم لوگوں کے نام ہیں جن کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ بادشاہوں اور امیروں کے تذکروں میں مندرجہ ذیل نام شامل ہیں۔

۱۔ قائت بے، سلطانِ مصر جس کا انتقال ۹۰۱ ھ - ۱۴۹۵ء میں ہوا۔

۲۔ محمود بن محمد، بادشاہِ گجرات جس نے ۹۱۶ ھ - ۱۵۱۰ء میں وفات پائی۔

۳۔ مظفر شاہ ثانی بادشاہِ گجرات سنِ وفات ۹۳۲ ھ - ۱۵۲۶ء

۴۔ بہادر شاہ " " " ۹۴۳ ھ - ۱۵۳۶ء

۵۔ محمود شاہ ثانی " " " ۹۶۱ ھ - ۱۵۵۳ء

۶۔ احمد شاہ ثانی " " " ۹۶۷ ھ - ۱۵۵۹ء

۷۔ خداوند خاں " " " ۹۶۸ ھ - ۱۵۶۰ء

۸۔ قطب شاہ سلطان گولکنڈہ " " ۹۹۰ ھ - ۱۵۸۲ء

اس کتاب میں جو سیاسی واقعات بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے چند قابلِ ذکر یہ ہیں۔

۱۔ گجرات پر ہمایوں کی فوج کشی۔ بہادر شاہ کو مصطفےٰ بہرام کی غداری سے کس طرح شکست ہوئی۔

۲۔ آصف خاں کا مکہ معظمہ سے واپس آنا اور منصبِ وزارت پر فائز ہونا۔ یہاں تک کہ ۹۶۱ ھ ۱۵۵۴ء میں وہ اور اس کا آقا دونوں مارے گئے۔

۳۔ دیو پر پرتگالیوں کا قبضہ - ۹۶۱ ھ - ۱۵۵۳ء

۴- اکبر کی فتحِ گجرات ۹۸۰ھ - ۲-۱۵۷۲ء - اکبر کے متعلق مصنف کی یہ رائے ہے کہ وہ انصاف پسند بادشاہ تھا - مگر بدعتیوں کی طرف مائل تھا اور آخر میں یہ معنی خیز جملہ لکھا ہے وفی الاشارۃ مایغنی عن الکلام

۵- احمد آباد اور اس کے بانی کے حالات -

۶- مظفر بن محمود کا مغلوں کو شکست دے کر ۹۹۱ھ - ۱۵۸۳ء میں احمد آباد بروچ اور بڑودہ پر دوبارہ قبضہ کرنا اور اگلے سال ان مقامات کا پھر اس کے ہاتھ سے نکل جانا -

سوانحی خاکوں اور سیاسی واقعات کے مختصر بیان کے ساتھ ہی کچھ چیزیں موضوع سے ہٹ کر قلمبند کی گئی ہیں - ان میں مندرجہ ذیل قابلِ ذکر ہیں -

۱- حضرموت ، احقاف ، سبا ، ارم ذات العماد ، مزار صالح نبی اور مزار ہود وغیرہ -

۲- معجزات کے امکان پر بحث -

۳- عدن میں ۹۱۴ھ - ۱۵۰۸ء میں زلزلہ آنے اور آگ لگنے کا بیان -

۴- قہوہ کا بیان

مصنف شاعر بھی تھا اور اس کو شاعری سے گہری دلچسپی تھی اس لیے اس کی کتاب میں ان متعدد علما اور شعرا کے منتخب اشعار بھی موجود ہیں جن کا اس نے تذکرہ کیا ہے - جنوبی عرب سے چونکہ اس کا تعلق ہمیشہ برقرار رہا اس لیے اس نے عدن ، حضرموت اور یمن کے سیاسی امور پر بہت کچھ لکھا ہے -

جہاں تک تاریخوں کا تعلق ہے ، ایک جگہ کے سوا جہاں اس نے صریح غلطی کی ہے ان کی صحت پر مشکل ہی سے شبہ کیا جا سکتا ہے - اس نے لکھا ہے کہ جلال الدین الدوانی نے ۹۲۸ھ میں وفات پائی - حالانکہ اس کی صحیح تاریخِ وفات ۹۰۸ھ ہے - دو تین جگہ راقم الحروف نے یہ دیکھا ہے کہ اس کی دی ہوئی تاریخیں ان تاریخوں سے کچھ مختلف ہیں جو لین پول نے مسلمان حکمرانوں کی تاریخ میں لکھی ہیں - مثلاً مصنف نے یہ لکھا ہے کہ محمود بن محمد فرمانروائے گجرات کا انتقال ۹۱۶ھ میں ہوا - مگر لین پول ۹۱۷ھ بتلاتا ہے اسی طرح النور السافر کے مطابق احمد شاہ کا سالِ وفات ۹۶۷ھ ہے - اور لین پول کے مطابق ۹۶۹ھ[1]

---

[1] فرشتہ اور ای - ڈی - راس نے وہی تاریخ لکھی ہے جو لین پول نے - لیکن حاجی دبیر کا بیان ہے کہ احمد شاہ ۹۶۹ھ میں نہیں بلکہ ۹۶۷ھ میں مارا گیا تھا جیسا کہ النور السافر میں لکھا ہے - (ظفر الوالہ بمظفر وآلہ - جلد دوم ۴۷۸)

ایک عالم السید محمد بن ابوبکر الشلی (متوفی ۱۰۹۳ھ - ۱۶۸۲ء) نے اس کتاب کا ایک ضمیمہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے السناء الباہر بتکمیل النور السافر۔ اس میں الشلی نے نور السافر کی صحت پر شبہ نہیں کیا ہے اور اس کو بہت مفید اور قیمتی تصنیف قرار دیا ہے۔ اور ایک ضمیمہ لکھنے کا سبب خود اس نے یہ بتلایا ہے کہ النور السافر میں بہت سے قابلِ ذکر لوگوں کے نام چھوٹ گئے تھے۔

اس کتاب کی زبان اور اسلوب کے بارے میں یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ بہت سادہ، واضح اور رواں ہے اور یہ تصنیف بروز جمعہ بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی ۱۰۱۲ھ - ۱۶۰۳ء مکمل ہوئی۔

مختصر یہ کہ نور السافر ایک مفید تاریخی تصنیف ہے جس میں واقعات تاریخی ترتیب سے قلم بند کیے گئے ہیں۔ اور یہ اس کی مستحق ہے کہ مغرب کے جدید علمی انداز میں مرتب کی جائے۔ درۃ الکامنہ اس سوانحی سلسلۂ تصانیف کی پہلی کڑی ہے اور اس کو مسٹر کرنکوف مرتب کر رہے ہیں۔ ضوء اللامع کے مخطوطے بہت کمیاب اور ناقص ہیں۔ ان کے بعد کی کڑی النور السافر اور اس کا ضمیمہ السناء الباہر ہیں اور اس کے بعد اس سلسلہ کی جو کتابیں لکھی گئیں وہ شائع ہو چکی ہیں۔

سیّد امیر علی

از شاہد حسین رزاقی

سیّد امیر علی اپنے عہد کی ایک عظیم شخصیت تھے۔ اسلامی ہند کی نشاۃ ثانیہ کے کارفرماؤں میں اُن کا ایک بلند مقام ہے۔ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ وہ سیاست دان بھی تھے، ایک روشن خیال مفکر بھی اور مصنّف کی حیثیت سے تو ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ قانون اسلامی میں بھی ان کی نظر بڑی گہری تھی۔ مسلمانان پاک و ہند کے قومی حقوق کے لیے گذشتہ صدی کے اواخر میں جب آئینی جدوجہد شروع ہوئی تو اس میں وہ پیش پیش تھے اور اس سلسلہ میں انھوں نے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ مسلمان ملکوں کے دفاع اور خلافتِ عثمانیہ کو مغربی یلغار سے بچانے میں بھی آپ برابر کوشاں رہے۔ اس کتاب میں سیّد امیر علی کی شخصیت کے ان تمام پہلوؤں کو شرح و بسط سے پیش کیا گیا ہے۔

صفحات ۳۰۹۔ قیمت ۸ روپیے۔

ملنے کا پتہ

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ لاہور